# تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

# تفسیر الہام الرحمٰن

(دسویں قسط)

یہ تحریک اگرچہ کمزور اور ضعیف ہوگئی لیکن ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ قوت پکڑتی گئی اور بتدریج آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ لیکن یہ سکون جو ہم پر طاری ہوا مولانا رشید احمد کی وفات سے طاری ہوا۔ ان کی وفات نے بڑی حد تک مقصد کی کامیابی سے ہمیں روک دیا۔

اور ہم اگرچہ کھلی پیشانی پر فخر نہیں کرسکتے لیکن ہم اپنے ان مشائخ کو اچھی طرح جانتے ہیں جن میں سے بعض ہمارے شیخ کی وفات کے بعد بھی اپنے طریقہ کار کو جاری رکھا۔ اگرچہ کام کی رفتار آہستہ تھی حسب قدرت اور اپنی جماعت کے اجتماع کی رعایت کرتے ہوئے جاری تھی۔ اور ان میں سے ایک نے اپنی جماعت کو بتدریج جمع کرنے کی کوشش شروع کردی۔ اگر پہلی جنگ عظمیٰ دو برس اور مؤخر ہوجاتی تو انھیں کافی فرصت مل جاتی۔ تحریک کی تنظیم ہوجاتی۔ اور ہمارا خیال ہے مقصد میں کافی کامیابی حاصل ہوتی۔ اس عارضی سکون میں ہماری جماعت ہی میں کچھ لوگ متنازعہ اور ارتجاعی پیدا ہو گئے جنھوں نے رجعت قہقری اختیار کی۔ اگرچہ یہ لوگ اپنے مقصد کی تصریح نہیں کرسکتے تھے اور اس لئے تصریح نہیں کرسکتے تھے کہ جماعت سے ایک گروہ میں جہاد کرنے کے امور کافی طور پر انجام پاگئے تھے کیونکہ جہاد کا کام ہمارے شیخ پر ہی فقط موقوف نہ تھا بلکہ شیخ کے ساتھ ایک جماعت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی اور ایک جماعت مولانا رشید احمد صاحب کی موجود تھی۔ مثلاً مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوری

وغیرہ کی جماعتیں موجود تھیں اور جس وقت ہمارے شیخ نے ہندوستان سے حجاز کی طرف ہجرت کی مولانا عبدالرحیم رائے پوری رئیس المجاہدین تھے۔ ان کا نام ظاہر کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ارتجاعی اور جنگ آزادی سے گریز والی جماعت مکاری، کیادی زیب کاری سے کام لیتی تھی اور کہتی تھی اس مقصد میں ہم ہمارے شیخ رشید احمد صاحب کے تابع ہیں۔

اور ہمارے شیخ مولانا رشید احمد صاحب نے ان ایام سکون میں بہت سے کام انجام دیئے تھے جن کا افشا و اظہار ہم جائز نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم متقاعد ارتجاعیین کے جھوٹے دعوے کی تکذیب کے لئے کافی سمجھتے ہیں کہ مولانا عبدالرحیم ہمارے شیخ کی جماعت میں داخل اور شامل تھے[1] دوسرا مسئلہ یہاں ختم ہوا۔

---

[1] ہم ان بعض متقاعدین اور ان کے طریق کار سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ہم ۱۹۱۶ء سے لے کر ۱۹۲۱ء تک مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کے ساتھ کلکتہ اور رانچی میں رہے ہیں۔ ان دیو بندی حضرات یا مولانا رشید احمد صاحب کے متبعین میں سے جو متقاعد اور پسپائی اختیار کر چکے تھے۔ ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ مولانا شیخ الہند صاحب نے انہی متقاعدین، پست ہمتوں کی مکاریوں، زیب کاریوں اور عمل رکاوٹیں ڈالنے والوں ہی کی وجہ سے ہجرت حجاز کا اختیار کی تھی کہ یہ متقاعدین ارتجاعی لوگ راہ عمل میں رکاوٹیں اور بہت خطرناک رکاوٹیں پیدا کر رہے تھے۔

مولانا شیخ محمود الحسن صاحب جس وقت حجاز تشریف لے گئے تھے محمد علی اور شوکت علی چھندواڑے میں نظر بند تھے مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کو حکومت بنگال نے جلاوطن کر دیا تھا۔ نظر بند نہیں کیا تھا۔ ایسے وقت میں یہ متقاعدین مخفی کارروائیوں میں مشغول تھے چنانچہ حکومت ہند نے دہلی کے کمشنر پولیس کو رانچی بھیجا اس کے ساتھ ایک ایسا آدمی تھا جس کا نام لینا ہم پسند نہیں کرتے۔ اس کمشنر نے مولانا ابوالکلام سے بہت سے سوالات کئے۔ اور اس کی تصدیق کے لئے اس آدمی کو پیش کیا جو اپنے ساتھ لایا تھا خلاصہ یہ کہ کمشنر پولیس کے جانے کے بعد۔ مولانا ابوالکلام آزاد گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے نظر بند کر دیئے گئے۔ مولانا محمد علی اور شوکت جو چھندواڑہ میں نظر بند تھے جیل بھیج دیئے گئے ادھر مولانا محمود الحسن صاحب حجاز میں گرفتار کر کے مالٹا بھیج دیئے گئے اور حجاز میں یہ گرفتاری اس سے عمل میں آئی کہ اس وقت شریف مکہ انگریزوں کے اقتدار کے بس میں تھا۔

غرض یہ کہ ان متقاعدین، پسپائی لوگوں کی کارروائیاں نہایت گھناؤنی تھیں خدا ایسی کارروائیوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

الولی حیدرآباد

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ
وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ

خدا کا فرمان

وہی لوگ اگر کہیں تمھارے پاس قید ہو کر آجائیں اور تمھارے پاس مدد مانگیں تو تم فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ سرے سے ان کا نکال دینا ہی تم کو روا نہ تھا

اسی طرح متقاعدین ارتجاعی لوگوں کی عام عادت ہے کہ عام خانہ جنگ کے بعد سیاست لے کر اٹھتے ہیں جیسے جمعیۃ خلافت ہندوستان میں خلافت عثمانیہ کی نصرت و امداد کے لئے قائم جنگ کے بعد کھڑی ہوئی۔ کیا ان کا یہ فعل حذو النعل بالنعل یہود کے مطابق نہیں ہے[1] لیکن ایک چھوٹی سی جماعت اس جنگ کے دوران میں بھی انگریزوں کے خلاف اپنی کارگذاریاں پیش کرتی رہی۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:

جس وقت مولانا مظہر الدین شیرکوٹی رانچی سے کلکتہ کے اخبار جمہور کے اڈیٹر ہو کر کلکتہ چلے گئے اور مولوی صاحب موصوف نے ان ارتجاعیین متقاعدین کے خلاف منظم طریقے سے باقاعدہ سلسلۂ ابراء جاری کر دیا تھا۔ دیوبند سے حافظ محمد احمد صاحب نے اس کی تردید شروع کر دی۔ جب ہمارے پاس یہ ابراء و تردید کا سلسلہ پہنچا تو ہم نے اس کو بالکل پسند نہیں کیا کہ ذاتیات کی بناء پر ایک دار العلوم کو نقصان پہنچے ہم نے مولانا ابوالکلام آزاد صاحب سے کہا یہ سلسلہ بند کرا دیجئے۔ مولوی مظہر الدین صاحب کو لکھیے کہ اس ابراد و تردید سے دار العلوم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اگر یہ خطرے میں آگیا تو پھر کیا ہوگا۔

ادھر مولانا ابوالکلام صاحب نے مولوی مظہر الدین صاحب کو اس بارے میں خط لکھا ادھر ہم نے حافظ محمد احمد صاحب کو خط لکھا کہ ابراد و تردید کا سلسلہ ختم کیجئے اس ابراد و تردید سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا بلکہ نقصان ہوگا۔

مولانا ابوالکلام صاحب نے مولوی مظہر الدین صاحب نے یہ سلسلہ بند کرا دیا۔ حافظ محمد احمد صاحب نے بھی ہم کو یہ لکھ کر اس سلسلہ کو ختم کر دیا کہ ہم آپ کے نیک مشورہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ ہم نے بدرجہ مجبوری قلم اٹھایا تھا لیکن آپ کے لکھنے سے بند کر دیئے ہیں مولوی مظہر الدین صاحب نے مولانا ابوالکلام کے لکھنے کی وجہ سے سلسلہ کو بند کر دیا۔ غرض یہ کہ ان ارتجاعیین، متقاعدین کی حرکات سے تحریک آزادی کو بہت نقصان پہنچایا۔

العیاذ باللہ العظیم ۔ ابو العلاء محمد اسمٰعیل کان اللہ لہ

(لے اگلے صفحہ پر)

اس چھوٹی سی جماعت کے رئیس و سردار ہمارے استاد شیخ الہندؒ تھے جن کے پیرو علماء دیوبند اور دوسرے لوگ بھی تھے۔ غیر دیوبندیوں سے دیوبندیوں کا سبب بھی یہ تھا کہ ان دیوبندی حضرات نے دیکھا کہ اس جماعت کے بعض حضرات اپنے اصل مسلک سے ہٹ چکے ہیں۔ ادھر علی گڑھ کی جماعت

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:

لہ تحریک خلافت ہندوستان کی آزادی کی ایک زبردست تحریک تھی جو خلافت کے نام سے کھڑی کی گئی تھی۔ اس تحریک سے پہلے کوئی عوامی تحریک ایسی نہیں تھی جو یہ کام کر سکے خلافت کے نام سے جمعیۃ خلافت قائم کی گئی۔ ان جمعیۃ نے کانگریس میں بھی جان ڈالدی۔ عوام میں خلافت اور کانگریس ایک پلیٹ فارم پر کام کرنے کے قابل ہوگئے۔ ہندو مسلم تعصب بھی بظاہر مٹ چکا تھا۔ ہندو اور مسلمان دونوں خلافت اور کانگریس پلیٹ فارم پر کام کر رہے تھے اور اسی کی اس وقت اہل ملک کو ضرورت تھی۔ اس ضرورت کے پیش نظر جمعیۃ خلافت کھڑی کی گئی۔ جن کو ہندو مسلم اتحاد کا وہ سماں یاد ہو جو اس وقت منظر عام پر نظر آرہا تھا۔ تو ان کو پتہ چلے کہ جمعیۃ خلافت کیا تھی اور کیا کام کر رہی تھی اور یہی وجہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب اور علی برادران اور جمعیۃ علمائے ہند وغیرہ نے اس میں شرکت کی تھی۔ بلکہ یہ حضرات جمعیۃ خلافت کے روح رواں تھے چنانچہ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد صاحب نے مجھے بھی لکھا کہ جمعیۃ خلافت سے تعلق جوڑ کر کام کیجئے چنانچہ میں بھی اس میں شریک ہوگیا۔ غرض خلافت کمیٹی نے پرجوش طریقہ سے کانگریس سے اشتراک عمل کرتے ہوئے کام کیا۔

پرنس آف ویلز ہندوستان میں آرہے تھے۔ اس سے اشتراک نہ کیجئے۔ اس سے یہ کام شروع ہوا۔ اس کے بعد عام طور پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں خلافت کمیٹیاں قائم ہوگئیں اور اسی وقت گاندھی جی سے مہاتما گاندھی بنے نہایت جوش و خروش سے کام چلتا رہا تا آنکہ ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۳ء میں حکیم اجمل خان اور سوامی سردھانند دہلی سے پنجاب کے جلسہ میں شرکت کے لئے گئے۔ معلوم نہیں وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے سوامی سردھانندجی نے وہاں سے واپس ہو کر شدھی اور سنگھٹن کا اعلان کردیا اور مرکزی شدھی سنگھٹن کا دفتر دہلی میں کھولدیا۔ افسوس کہ اس اعلان نے ہندو مسلم اتحاد پر ایک زبردست ہتھوڑا ماردیا۔ ہندوستان کی پبلک خلافت اور کانگریس دونوں سے بددل ہوگئی۔ اور خلافت کمیٹی بھی ختم ہوگئی۔ اگرچہ کانگریس اپنے کام میں مصروف کار رہی۔

مولانا محمد علی اور شوکت علی صاحبان نے آزادی کے بعد کے لئے کچھ تحفظات مسلمانوں کے لئے طلب کئے۔ کانگریس نے ان تحفظات سے صاف انکار کردیا، جس سے تلخی اور بڑھ گئی۔

نے کھلے طور پر انگریزوں کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ تو یہ حضرات ان سے مل گئے۔ اور اس جماعت سے پہلا آدمی جن سے ہماری جماعت کے آدمی ملے وہ ڈاکٹر انصاری اور ان کا پورا گھرانہ تھا۔ ان کے تمام گھرانے نے ہمارے شیخ مولانا محمود الحسنؒ سے بیعت صوفیہ کی۔

## (اجمل خان وغیرہ بیعت علی الجہاد ہمارے شیخ کے لئے تیار تھے)

اس کے بعد حکیم اجمل خان صاحب جو مشہور در مشہور تھے جو طب کے لحاظ سے بہت ہی مشہور تھے اور حکیموں کا سارا خاندان مولانا محمد قاسمؒ اور ان کے شاگردوں سے بہت ہی محبت رکھتے تھے اس لئے حکیم اجمل خان بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے جس جماعت میں ہمارے شیخ سرگرم عمل تھے۔

ڈاکٹر انصاری اور حکیم اجمل خان صاحب کی توجہ سے جماعت علی گڑھ ہمارے شیخ کی طرف متوجہ ہوئی اور دونوں جماعتوں کی شرکت نے مولانا ابوالکلام آزاد پر کافی اثر ڈالا۔ مولانا ابوالکلام آزاد درحقیقت جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن علی گڑھ کی شمولیت کے بعد جماعت آفندیوں میں شامل ہو گئے۔

جب ہمارے شیخ نے یہ دیکھا تو مجھے علی گڑھ جانے کی ہدایت کی اور ڈاکٹر انصاری سے میرا تعارف کر دیا۔ یہی ڈاکٹر انصاری میرے علی گڑھ پہنچنے کا بنے۔

نیز طبقہ ثانیہ علی گڑھ میں ایک جماعت دیوبندیوں کی بھی تھی یہ تمام متفق ہوئے کہ مجھ سے جہاد کی بیعت کریں میں نے اس سے عذر کیا تو یہ لوگ ہمارے شیخ سے بیعت پر متفق ہوئے لیکن میرا

---

بقیہ صفحہ گزشتہ

پھر آخر میں مسٹر جناح کانگریس سے بددل ہو کر کانگریس سے نکل گئے اور مسلم لیگ کی تنظیم میں سرگرم عمل ہو گئے تا آنکہ جب انگریز ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ خود مسلم لیگ پوری طرح منظم ہو چکی تھی اور مسٹر جناح پاکستان بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

غرض یہ کہ خلافت کا مقصد صرف خلافت عثمانیہ کی تائید نہیں تھی۔ جیسا کہ مولانا عبید اللہ صاحب فرما رہے ہیں۔ بلکہ تحریک آزادی کی ایک زبردست تحریک تھی۔ اور مولانا ابوالکلام، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور جمعیۃ علمائے ہند کی اس میں شرکت اس پر دلالت کرتی ہے۔

ابو العلاء محمد اسمٰعیل گودھروی کان اللہ لہٗ

رجحان یہ تھا کہ امارت کی بھاگ ڈور ایسے آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے جو علوم مغربیہ سے پوری طرح واقف ہو۔ کیونکہ زعامت وقیادت اس زمانے میں وہی کرسکتا ہے۔ جو ان اور ثقافت مغربیہ سے خوب واقف اور ماہر ہے ان خیالات کو ہم نے نہایت نرمی اور عاجزی سے اپنے شیخ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اس کو منظور کرلیا اور بہت ہی سراہا اور میرے لئے کسی قسم کی تصریح نہیں فرمائی۔

اس کے بعد جماعت علی گڑھ کے رئیس "محمد علی" صاحب ہمارے شیخ کے پاس آئے اور ان کو اس کی قیادت پر آمادہ کیا۔ اور زعامت امارت پر رموز اشارات میں گفتگو کی جس کو یہی حضرات سمجھ سکتے تھے محمد علی صاحب نے بطیب خاطر اسے قبول کرلیا اور شیخ کو انہوں نے "شیخ الہند" کا خطاب دیا۔ چنانچہ محمد علی صاحب تاحین حیات اس عہد پر قائم رہے جو ہمارے شیخ کے ساتھ انہوں نے کیا تھا اور ہمیشہ ہمارے شیخ کی قیامت کے قائل رہے۔

## شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کی حسن نیت

زعامت وقیادہ سے ہٹ جانا اور محمد علی صاحب کو زعامت سپرد کردینا ہمارے معاصرین میں سے کسی کو نہیں پلتے کہ اور یہ شیخ کی حسن نیت، صفائی قلب اور تمام امور میں حزم واحتیاط پر دلالت کرتا ہے اور آپ کو تمام امور میں کامیابی حاصل نہ ہونا اس کی وجہ یہی ہے کہ ایسے مخلص کام کرنے والے انہیں نہیں ملے۔

اس کے بعد یہ متقاعدین اور پسپڑی دو جماعتوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک جماعت نے رجوع الی اللہ کی اور اپنی کمزوریوں سے توبہ کی۔

دوسری جماعت اپنی حالت قہقری پر ہی باقی رہی بلکہ ان کا غلو اور انہماک اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ اپنی حالت پسپائی پر ہی قانع ہوکر بیٹھ گئے اور ملامت وتہدید خداوندی کی مستحق یہی جماعت ہے اور اس پر وہی صادق آرہا ہے جو یہود پر اس قول خداوندی پر صادق آتا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج

تو کیا کتاب الہی کی بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے تو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں اس سے سوا اسکا اور کیا بدلہ ہوسکتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں

ان کی رسوائی ہو اور آخر کار قیامت کے دن دوزخ کے

## سیاست کو احسان سے علیحدہ کرنا بھی ضلالت و گمراہی ہے

تو احسان کو عدل سے علیحدہ کرنا یہی دین " رحمان " سے انکار ہے اور اس میں بھی ہماری قوم مبتلا ہے اور یہ بالکل ظاہر اور واضح ہے ۔

ہم پوری صعوبت اور مشکلات سے اس کمزور گروہ کو علیحدہ کر سکے اور دیکھا جائے تو ہندوستان کی اکثریت اس مرض میں مبتلا ہے ۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اس قلیل گروہ سے اپنی افتاد جہاد کو جاری رکھیں لیکن متغلبہ اور متقاعدین جماعت اور قوت سے ہمیں اس کام سے روکتی رہی اور ہمارے مقصد جہاد میں حاصل رہی ۔ اس لئے کہ ہم ان کا مقابلہ دشوار سمجھتے تھے ۔ مگر ایک کمزور جماعت کانگریس میں شریک ہوگئی اور کانگریسی اس اتحاد و استقلال کو پسند کرتے تھے اگرچہ وہ مسلمان نہیں تھے اور ہم ان کے ساتھ رہ کر حکومت متغلبہ کے مقابلہ میں جم گئے اور ہماری قوم میں جو متقاعد اور پست ہمت تھے ان کو چھوڑ دیا ۔ یہ لوگ ہمارے مقابلہ میں قرآن کی آیتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حجت میں پیش کرتے رہے جو ان کی سمجھ کے مطابق کفار کے ساتھ اشتراک عمل سے منع کرتی ہیں ۔ ہمارے اشتراک کانگریس کو یہ لوگ اکبر الکبائر سمجھ رہے تھے ۔ اور اس طرح وہ انگریزوں کی موالات کا احساس بھی نہ کر سکے ، لیکن وہ وہی حرکتیں کرتے رہتے تھے جو ہمارے طریق کار سے بھی زیادہ بُری زیادہ مضر ہوا کرتی تھیں ۔ والی اللہ المشتکی [۱]

| | |
|---|---|
| قولہٗ تعالیٰ | خدا کا فرمان ! |
| اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ـ الی قولہ ـ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ | یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت خریدی ـ تا قول ـ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ۔ |

یہ نتیجہ ہے سیاست کو احسان سے الگ کرنے کا ، اور یہ مؤدی الی الکفر ہوتا ہے ۔ جس کی ہم

---

[۱] یہ اس وقت تھا جبکہ ہندوستان انگریزی اقتدار کے ماتحت تھا ۔ اب تو ہندوستان آزاد ہوگیا اور انگریز ہندوستان کو چھوڑ کر چلے گئے ۔

اللہ تعالیٰ سے سلامتی چاہتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ دوسرے ممالک جو انگریزوں کے حلیف بنے ہوئے ہیں ہماری حالتوں کو دیکھیں اور عبرت حاصل کریں اور انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی فکر کریں۔

---

## دوسرا مسئلہ

## سیاسی ذوق جب بگڑ جاتا ہے تو حق و باطل میں تفریق مشکل ہو جاتی ہے

جب سیاسی ذوق فاسد اور خراب ہو جاتا ہے تو انسان حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت ۔ ۸۷ ۔ تا ۔ ۹۰ تک میں اس سے آگاہ فرمایا ہے فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ
بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ م
بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۸۷
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ
بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۸۸
وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ
قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز
فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۸۹
بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ
يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب تورات عنایت کی اور ان کے بعد پے درپے اور رسول بھیجے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھی ہم نے کھلے کھلے معجزے عطا فرمائے اور روح القدس یعنی جبرائیل کے ذریعے ان کی تائید کی تو کیا تم اس قدر شوخ ہو گئے ہو جب تمہارے پاس کوئی رسول تمہاری اپنی خواہشوں کے خلاف کوئی حکم لے کر آیا تم اکڑ بیٹھے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا اور کہتے ہو ہمارے دل محفوظ ہیں، نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے خدا نے ان کو پھٹکار دیا، پس شاذونادر ہی ایمان لائے ہیں اور جب خدا کی طرف سے ان کے پاس قرآن اترا اور وہ اسی کتاب تورات جو ان کے پاس ہے تصدیق بھی کرتے ہیں اور اس سے پہلے اسی کی توقع پر کافروں کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو جب وہ چیز جس کو جانتے پہچانتے ہوتے تھے آموجود ہوئی تو لگے اس سے انکار کرنے، پس منکروں پر خدا

يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۹

کی پھٹکار اور کیا ہی بُرا معاوضہ ہے جس کے بدلے ان لوگوں نے اپنے نزدیک اپنی جانوں کو خرید لیا کہ اتنی سی بات پر کہ خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے فضل سے وحی بھیجے براہ سرکشی خدا کی اتاری ہی کتاب سے لگے انکار کرنے۔

یہود نے حضرت موسیٰؑ کے عموماً تمام انبیاء اور مرسلین سے انکار کر دیا۔ خصوصاً حضرت عیسیٰؑ سے اس کا سبب یہی تھا کہ ان کا ذوق قطعاً فاسد اور باطل ہو چکا تھا۔ یہود نے اپنے پروردگار کی کتاب کو چھوڑ دیا تھا اور اپنی خواہشات کی اتباع و پیروی کرتے تھے۔ انہوں نے اپنا اعتقاد بنا رکھا تھا کہ جو ان کی اہوا اور خواہشات کے مخالف ہو وہ باطل ہے اور یہی اعتقاد ان پر زیادتی غضب کا سبب بنا اس کے بعد ان سے بتدریج حکومت سلب کر لی گئی۔ کیونکہ ذوق سیاسی کا فساد آدمی کو حکومت سے محروم کر دیتا ہے سلب حکومت کے بعد وہ دین سے بہت دور نکل گئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تعبیر اپنے اس قول میں فرمائی

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ

---

## قرآن حکیم میں مغضوب علیہم کے معنی

اس سے قرآن حکیم کی زبان میں مغضوب علیہم کی تعیین ہو گئی۔ اور یہ وہ شخص ہے جانتا ہے اور دین کے مطابق وہ عمل نہیں کرتا اور ایسے تخیلات نظریہ پیدا کرتا ہے جس کی روئے زمین پر تحقیق ثبوت ملنا دشوار اور ناممکن ہے پیدا کرتا ہے اس قسم کے لوگ دین سے دور ہو جاتے ہیں اور جو حکومت بھی ان پر غالب ہو اس کے سامنے جھک جاتے ہیں اور عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پس خدا کا یہ قول:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ — الی — البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب تورات عطا فرمائی۔

قوله — وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ — تا۔ وہ کہتے ہیں ہمارے دل محفوظ ہیں۔

جب دینی نظریات مستحیل سمجھتے ہیں یا اعادہ شر د دشوار جانتے ہیں اور یہ نظریات جو ان کے ذہنوں میں موجود ہوتے ہیں نظریات سیاسیہ سے منطبق کرنے کی ان میں طاقت نہیں ہوتی کیونکہ ان کی نظریات سیاسیہ کو ان کی عقلیں بھی قبول نہیں کرتیں جیسے کہ ہم سمجھے ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ نتیجہ ہے ان کے کفر کا جس کا

ذکر اس قول خداوندی میں ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ اور اسی نے ان کا ذوق سیاسی فاسد اور باطل کر دیا ہے۔

---

# تنبیہ

## یہود کسی نجات دلانے والے کا انتظار کر رہے ہیں اس لئے سیاست میں ناکام ہیں

جو اصحاب مذاہب اپنی اہوا اور خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور جو سیاسی اجتماعیات اور فطرت انسانی کو جاننے والے ہیں ان کو اپنے ساتھ لینے سے انکار کرتے ہیں کہ ایسے لوگ قیام سیاست میں ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ یہود کسی نجات دلانے والے کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن جب ان کے پاس کوئی رسول اور پیغمبر آتا ہے تو اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ مسیح ابن مریمؑ کو ان لوگوں نے جھٹلایا ان سے انکار کیا۔ یا اپنے زعم میں ان کو قتل کر دیا۔ کیونکہ نجات دلانے والے کے متعلق ان کے خصوصی نظریات ہیں اور وہ کہ ان کو آسمان سے مدد ملے گی۔ اور اسی قسم کے دوسرے نظریات ان کے پاس موجود ہیں۔

پس یہ قاعدین عن الجہاد، جہاد سے پسپائی اختیار کرنے والے اپنے حالات کی درستگی کی کوشش کریں۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے ضمائر کو ٹٹولیں اور اپنے دین کی طرف رجوع کریں کہ کس بات نے ان کو اس طرف آمادہ کیا۔ اپنے دین۔ اپنی آزادی کو ایک موہوم شخص کی آمد پر موقوف اور معلق سمجھا؟ مثلاً مہدی وغیرہ کے آنے پر معلق سمجھا، ہمیں تفسیر قرآن اور علم حدیث کی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ مہدی کا آنا یقینیات سے نہیں ہے۔ چنانچہ صاحب مواقف نے اس مسئلہ کو ایمانی عقاید میں داخل نہیں کیا[1]

یہ مصیبت متاخرین نے پیدا کی ہے اور بہت سے محققین اس مسئلہ میں غلطی کر گئے اور پھر غلطی پڑھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس مسئلہ کی تحقیق میں ان کی عدم توجہی رہی۔ اس کے نتائج کی طرف التفات و توجہ نہ کی۔

---

[1] چنانچہ صاحب کتاب مدخل نے امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے سلف نے عقاید میں مہدی کی آمد کو اپنی کتابوں میں عقاید میں داخل نہیں کیا تھا۔ خیال ہے کتب فتن میں اس کو لائے ہوں گے پھر لوگوں نے اس کو کتب عقاید میں داخل کر لیا۔ اور ان کی تقلید میں داخل کر لیا۔ اس کتاب کو دیکھو۔ یہ کتاب چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ کتبہ محمد نور مرشد

پس لوگ مہدی اور نزول عیسیٰؑ پر اپنے دین کا قیام اور اپنی ترقی کا موقوف علیہ سمجھتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ یورپ اور اجتماعیین (یعنی سوشیالسٹوں) کی طرف دیکھیں کہ کس طرح اور کیسے وہ جنگ اور لڑائی اور ترقی کے لئے بغیر مہدی اور بغیر عیسیٰؑ کے پیش قدمی کر رہے ہیں، مسلمان قرآن حکیم، اور مذہبی تاریخ نادر فعال، باکردار جماعت کا اسوہ اور نمونہ رکھتے ہوئے کیوں ایسے شخص کے محتاج ہیں جس کے یہود و نصاریٰ محتاج ہیں؟ غالباً یہ عقیدہ ان میں یہود و نصاریٰ کی جانب سے داخل ہوا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَٰبٌ مِّنْ — اور جب اللہ کی جانب سے ان کے پاس قرآن
عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ — اور وہ اس کتاب تورات کی جو ان کے پاس ہے
تصدیق کرتا ہے۔

یہود نے جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء کا انکار کر دیا۔ اسی طرح ان لوگوں نے اپنے فساد ذوق کی وجہ سے قرآن کا بھی انکار کر دیا اور یہ مہدی کا اعتبار رکھنے والے اس کا اعتقاد جازم رکھتے ہیں کہ لوگ مہدی کا انتظار کرتے ہیں جب یہ لوگ مہدی کے پاس پہنچیں گے تو سب سے پہلے انہی لوگوں کو قتل کریں گے۔

اس سے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی پوری پوری قوت سے مسلمانوں کے لئے حصول قوت سیاسی کی کوشش کریں۔ اور جب آدمی آئیں تو ان میں شامل ہو جائیں۔ ان کو قوت پہنچائیں ان کی تائید و حمایت

---

[1] عقیدہ مہدویت جس طرح یہود و نصاریٰ میں ہے مسلمانوں میں بھی ہے کہ آخر زمانہ میں ایک ایسی شخصیت ظاہر ہوگی جو ان کے ملک و مذہب کی تجدید کرے گی۔ یہود بھی اس کے منتظر ہیں اور عیسائی بھی اس کے منتظر ہیں اور مسلمانوں میں بھی یہ بات عام ہے کہ قیامت سے پہلے امام مہدی آئیں گے۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دیں گے۔

معلوم نہیں یہ مسئلہ اسلامی عقائد میں کیونکر اور کس طرح داخل ہوا۔ اور تاریخ اسلام میں کتنے ہی مہدی پیدا ہوئے اور اپنے اپنے زمانے میں اس مسئلہ کی ڈھال لے کر لڑے۔ محققین کا فرض ہے کہ روایت مہدی کی پوری پوری تحقیق کریں کہ اس مسئلہ نے مسلمانوں کی مجاہدانہ قوت کو بالکل برباد کر دیا ہے۔ ہر عالم و جاہل یہی کہتا ہے کہ اب تو امام مہدی آئیں گے وہی دنیا میں عدل و انصاف کی حکومت قائم کریں گے۔ کیا یورپ اور عیسائیوں کے اسی قسم کی روایات نہیں ہیں وہ کیوں ترقی کرتی جاتی ہیں؟ پھر ایک قرآن رکھنے والی قوم کیوں رجعت قہقری اختیار کئے ہوئے ہے؟

بقیہ اگلے صفحہ پر

کریں لیکن یہ متقاعدین گریز پائی اختیار کرنے والے تو کسی جگہ کے نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ان کا حال بعینہ یہود کا سا ہے:

---

(بقیہ: صفحہ گزشتہ) بعض اسلامی فرقوں کا خیال ہے مہدی سے حضرت عیسیٰؑ مراد ہیں۔
بعض شیعہ فرقے کہتے ہیں مہدی آخرالزماں حضرت علیؓ ہوں گے اور شیعہ امامیہ کہتے ہیں محمد الحجۃ بن حسن عسکری مہدی آخرالزماں ہوں گے جو اپنی والدہ کے ساتھ عراق کے سرداب میں روپوش ہو گئے۔ قلقشندی نے صبح الاعشیٰ میں لکھا ہے

ویقال انھم فی کل لیلۃ یقفون عند باب الرداب ببغلۃ مستادۃ ملجمۃ من الغروب الی مغیب الشفق ینادون ایھا الامام قد کثر الظلم وظھر الجور فاخرج الینا۔

کہا جاتا ہے شیعوں کی ایک جماعت سرداب کے دروازے پر ایک آراستہ خچر لے کر غروب آفتاب سے لے کر غروب شفق تک کھڑی رہتی ہے اور چلاتی رہتی ہے اے امام زماں دنیا میں ظلم کی کثرت ہو گئی ہے فساد بڑھ گیا۔ اب آپ سرداب سے نکلئے۔

ابن بطوطہ ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ جب میں حلب میں پہنچا تو ایک مسجد دیکھی جس کے دروازے پر ریشم کا پردہ لٹک رہا تھا یہاں روزانہ سو آدمی مسلح ہو کر آیا کرتے ہیں، عصر کی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد شہر کے سردار کے پاس جاتے ہیں سرداران کو ایک آراستہ و پیراستہ خچر دیتا ہے لوگ اس خچر کو لے کر گاتے بجاتے شہر کا گشت کرتے ہیں۔ پھر اسی مسجد کے دروازہ پر جاتے ہیں اور سب مل کر چلاتے ہیں (یا امام الزمان اخرج فان الظلم قد ظھر والفساد وقد کثر (اے امام زماں نکلئے کہ ظلم بہت بڑھ گیا اور فساد بہت زیادہ ہو گیا ہے)۔
ظلم و فساد مٹانے کے لئے کیا اچھی تدبیر ہے۔ ظلم و فساد تو قرآن مٹاتا ہے اور قرآن مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ظلم و فساد کو قرآن نہیں مٹا سکتا تو دنیا کی کوئی قوت نہیں مٹا سکتی۔

شیعہ فرقہ کیسانیہ کہتا ہے کہ مہدی آخرالزماں محمد بن الحنفیہ ہیں جن کا آج تک انتظار کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں محمد بن الحنفیہ کا انتقال نہیں ہوا بلکہ جبل رضوی میں جو مدینہ اور ینبع کے درمیان ہے پوشیدہ ہیں یہ تاریخی تحقیقات کی رو سے قطعاً غلط ہے۔

خاندان معوبہ کے بادشاہوں کا عرصہ تک یہ طریقہ رہا ہے کہ مصر خاص میں ہمیشہ دو گھوڑے تیار رکھے جاتے تھے

(بقیہ: اگلے صفحہ پر)

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۸۹

اور اس سے پہلے اسی توقع پر کافروں کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو اب وہ چیز جس کو جانے پہچانے ہوئے تھے آموجود ہوئی تو لگے اس سے انکار کرنے پس اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے ان کافروں پر۔

---

(بقیہ: صفحہ گزشتہ) حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ کا ظہور ہو تو ان کے کام آئیں۔ یہ تیاریاں ایسی ہیں جو حضرت عیسیٰ کے لئے عیسائی کیا کرتے ہیں اور بیت المقدس میں ان کا انتظار کرتے ہیں۔ قرآن ہر ظلم و جور اور فساد کو مٹانے کے لئے آیا ہے لیکن قرآن پر عمل ہونا چاہیئے۔

مسئلہ مہدویت سے گزشتہ زمانے میں لوگوں نے بہت سے کام نکالے ہیں اور دعوۃ کی ترویج کی ہے۔

چنانچہ دولت فاطمیہ نے تیونس میں ظہور کیا تو دعوت فاطمیہ موسس عبید اللہ نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں مہدی آخر الزماں ہوں۔

محمد بن تومرت نے مغربی علاقہ میں اپنی جدوجہد شروع کی تو اپنے کو مہدی کا قائم مقام گردانا۔

اسی مسئلہ مہدویت کی آڑ لے کر بنی عبد المومن نے حکومت قائم کر لی۔

دولت مرینیہ کے زمانے میں تو یریزی نے مہدی ہونے کا دعویٰ اور اپنی طاقت کو بڑھا کر کچھ زمانہ تک دولت مرینیہ کو پریشان کیا۔

ساتویں صدی ہجری میں علاقۂ ریف میں عباس نامی ایک شخص نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ایک زبردست تیاری کر لی اور شورشیں کھڑی کیں اور بالآخر وہ قتل کر دیا گیا۔

۱۸۲۸ء میں سینغال میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ایک زبردست شورش برپا کی اور بالآخر ہزیمت اٹھائی۔

نیپولین بوناپارٹ کے زمانے میں ایک مغربی طرابلسی نوجوان نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بوناپارٹ سے لڑا اور بآخر قتل ہوا۔

اسی طرح اعرابی پاشا کی شورش کے بعد محمد احمد سوڈانی نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ محمد احمد کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ اور باپ کا نام عبد اللہ تھا۔ پہلے غاروں میں رہنے کی اس نے عادت ڈالی جس سے اس کی شہرت

(بقیہ: اگلے صفحہ پر)

| قولہ تعالیٰ | خدا کا فرمان! |
|---|---|
| بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا | جس کے بدلہ ان لوگوں نے اپنے نزدیک اپنی جانوں کو خرید لیا کہ خدا نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے فضل سے وحی بھیجے۔ |
| آیۃ : ۹۰ | |

اس سے خلاف ظاہر ہوگیا کہ حق کو یہ لوگ اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک حق ان کی آراء و خواہشات کے موافق نہ اور ان کی راویوں کی اتباع نہ کی جائے۔

# دوسرا مسئلہ

## یہود تورات پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے

یہود کے خلاف صحیح یہ کہ یہود تورات پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے اور یہ آیت (۹۱) سے شروع ہوتی ہے

| قولہ تعالیٰ | خدا کا فرمان! |
|---|---|

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بہت ہو گئی پھر قبیلہ بقارہ جو ایک عربی الاصل زبردست قبیلہ تھا اس کا پیرو ہو گیا بالآخر ۱۳ھ میں اس نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ملک میں ادھم مچا دی حکومت مصر نے بامداد انگریز مختلف کوششیں کیں اور بالآخر جنرل غوردوں کی فوجوں سے سوڈانیوں کو مغلوب کر کے خرطوم میں اپنا اڈا بنا لیا اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں حکومت مصر کے خلاف جاری کر دیں۔ اور آخر یہ ہوا کہ لارڈ کچنر کی قیادت میں مصری فوج نے حملہ کر دیا اور مصری کی فوج اور روپیہ سے سوڈان کو فتح کیا اور اعلان کر دیا کہ سوڈان کی حکومت مصر اور برطانیہ کی مشترک ہوگی لیکن حقیقت یہ ہے کہ مصر کا اس میں کچھ حصہ ہی نہ تھا۔

اسی طرح سرزمین ہند میں بہت سے مہدی ہو گذرے ہیں جنھوں نے اپنے مقاصد کی ترویج میں مہدویت کو آلہ کار بنایا

غرض! یہ کہ محققین کا فرض ہے کہ اس مسئلہ کی پوری تحقیق کریں۔ اور مسلمانوں کے پاس جبکہ قرآن حکیم موجود ہے جو ساری ترقیوں کا ضامن ہے۔ مسلمانوں کو پیدا کریں اور ان کو عملی زندگی سکھائیں۔ اور کیا یہ روایت اسرائیلی تو نہیں ہے اس کی تحقیقات کریں۔ ابوالعلاء محمد اسمٰعیل گودھروی کان لہ۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ط

اور جب ان سے کہا جاتا ہے قرآن جو خدا نے اتارا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو جواب دیتے ہیں ہم تو اسی کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتری ہے۔ غرض اس کے علاوہ دوسری کتاب کو نہیں مانتے اور جو کتاب ان کے پاس اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا — ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتری ہے۔

یہ تورات ہے۔

اور خدا کا یہ قول:

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ — اور اس کے علاوہ سے انکار کرتے ہیں۔

جبکہ وہ تورات پر پورا عمل کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے نہیں تو ان کا دعویٰ باطل ہے۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ 91

اے پیغمبر ان سے پوچھو کہ بھلا اگر تم یعنی تمہارے بزرگ ایمان والے ہوتے تو پہلے یعنی اگلے زمانے میں اللہ کے پیغمبروں کو کیوں قتل کرتے۔

اس میں ان کے خلاف حجت قائم کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں یہود نے تساہل و تکاسل کیا اور سستی ہوتی دراصل یہ ضعیف الایمان تھے اور یہ ضعف بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گیا کہ گویا اس پردہ ایمان ہی نہیں رکھتے تھے۔ اس کی توضیح آئندہ آیتوں میں ہوگی۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ 92 وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ط

اور تمہارے پاس موسیٰ کھلے کھلے نشان لے کر آہی چکے تھے۔ اتنے بھی تم ان کے تورات لینے طور پر گئے پیچھے بچھڑے کی پرستش کے لئے لے بیٹھے اور ایسا کرنے سے تم اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور اس وقت

خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ ط

کو یاد کرو جب تم یعنی تمھارے نے پکا قول لیا اور کوہ طور کو اٹھا کر تمھارے یعنی تمھارے بزرگوں پر لٹکایا کہ جو ہم نے تم کو کتاب دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو اس کو سنو اور پیے باندھ لو۔

کیا وہ ایمان جو کفر سے مزدوج ہو وہ معتدبہ سمجھا جائے گا؟ تم پر توبہ واجب تھا کہ اپنی خطاؤں کا کفارہ کرتے، توبہ و استغفار کرتے اور مدام نصرت حق پر مستقیم رہتے۔

قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۹۳

اے پیغمبر ان سے کہو اگر تم ایمان والے ہو، تو تمھارا ایمان تم کو بہت ہی بُری تعلیم دیتا ہے۔

لیکن تم تو قہقری رفتار پیچھے پاؤں پیچھے تھے اور ایسے ایسے اعمال کرتے رہے کہ تم کافر ہو گئے۔ جیسے کہ تم سے پہلے کافر ہو گئے تھے۔

---

# دوسرا مسئلہ

## یہود باطل پر ہیں اس کی عملی دلیل، اس سے پہلے ہم نظری دلیل پیش کر چکے ہیں

یہاں دلیل عملی پیش کی جاتی ہے کہ یہود باطل پر تھے۔ جیسے کہ اس سے پہلے ان کے کفر پر دلیل نظری قائم کی گئی ہے۔

قولہ تعالیٰ

قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ عِنْدَ اللّٰہِ خَالِصَۃً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

خدا کا فرمان!

اے پیغمبر ان سے کہو کہ اگر خدا کے ہاں عاقبت کا گھر خاص تمھارے ہی لئے ہے دوسرے لوگوں کے نہیں اور تم اس دعوے میں سچے ہو تو مرنے کی آرزو کرو

یہود اپنے لئے نجات کو مخصوص کرتے تھے۔ دوسروں کے لئے نجات کے قائل نہ تھے اور اس لئے ان کو کہا گیا، قل افکانت الخ، یہی مرض عام مسلمانوں میں پیدا ہو گیا ہے اور یہ یہود میں سے آیا ہے تقلید متکلمین اور فقہاء سے ان میں یہ مرض آیا ہے متکلمین اور فقہاء نجات کو اپنے خاص گروہ کے لئے

مخصوص مانتے ہیں۔ اور متکلمین و فقہاء نے اس کی تصریح کردی ہے کہ ان کے علاوہ کسی کو نجات نہیں ملے گی۔ اور یہی عقیدہ ان کے لئے قعود عن الجہاد، اور کفار سے مقاتلہ کرنے میں حائل ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۹۴) اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو مرنے کی آرزو کرو۔

تو تمھاری یہ زندگی جو ذلت و نکبت اور ذلیل اور غلامی میں گذر رہی ہے اور کفار کی غلامی کر رہے ہو تو تم نصرۃ حق کے لئے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ ہمارے نزدیک تمنیٰ موت کے یہی معنی ہیں۔ یہود کو اور حق کے خلاف چلنے والے سبطلین کے مقابلہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔

جب ایک شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ حق پر ہے تو حق کی راہ میں مرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اور جب یہود حق کی راہ میں قتال و جنگ میں تردد کرتے ہیں اور اقدام سے گریز کرتے ہیں تو ان کو یہ اعتقاد نہیں کہ وہ حق پر ہیں۔ یہ دلیل اس بات پر ہے کہ ان کو اپنی حقانیت پر ایمان نہیں تھا اور اسی طرف خدا نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۹۵ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا ھُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ | مگر ان اعمال کی وجہ سے جن کو انھوں نے زاد آخرت بنا بھیجا ہے کبھی موت کی آرزو نہیں کرسکتے۔ اور اے پیغمبر! البتہ تم پاؤ گے کہ یہ لوگ زندگی میں سب سے زیادہ ریجھے ہوئے پاؤ گے یہاں تک مشرکین سے بھی ان میں سے ایک ایک چاہتا ہے کہ اے کاش اس کی عمر ہزار برس ہو جا۔ اور حال یہ ہے کہ اتنی مدت جیتا بھی رہے تو بھی درازی عمر اس کو عذاب سے نجات دینے والی نہیں اور جو کچھ بھی یہ لوگ کر رہے اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ |

یہود اس لئے موت کی تمنا اور آرزو نہیں کرتے تھے کہ وہ ظالم اور دنیاوی حرص نے ان کو آدبوچا تھا۔

# دوسرا مسئلہ

## جب کوئی قوم میدان عمل وجہاد میں شکست خوردہ ہوکر پسپا ہوتی ہے تو دوسری مرتبہ اپنے فلسفہ پر اپنی خواہش کے مطابق نظر کرتی ہے

جب کوئی امت وقوم میدان عمل میں ہزیمت وشکست خوردہ ہو جاتی ہے تو وہ اس ہزیمت کے فلسفہ پر غور کرتی ہے اور اپنی اہواؤ خواہش کے مطابق تربیت دیتی ہے تو ان کے فلسفہ کا بطلان ثابت کرنا۔ یہ بھی ان کے خلاف حجت قائم کرتا ہے۔ ان کا فلسفہ یہ تھا کہ بعض فرشتے ہمارے دشمن ہیں۔ تو ہم ان کے افکار کو نہیں مانتے۔ جو قوی ہمارے مخالف ہیں ان کے ذریعے جو ہمارے پاس آئے ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اور تعلیمات قرآن کو نہ ماننے کا عذر ہمارے لئے یہی ہے یہ فکر بعینہ صائبہ سے سے ماخوذ ہے یہ صائبہ کہا کرتے تھے کہ شخص کا بخت اور قسمت کسی ستارے کی تائید وامداد سے وابستہ ہے تو جب یہ ستارا گرنے لگتا ہے اور گرتا ہی چلا جاتا ہے تو اس کے عروج وترقی کی قطعًا اور ابدًا امید نہ رکھنا چاہیئے جب تک اس کا ستارہ عروج وبلندی کی طرف نہ آئے تو اس کو ایک طویل مدت کا اس کا انسار کرنا چاہیئے۔

یہ فلسفہ قطعا باطل ہو چکا ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ علم باطل سے مختلف ہو چکا ہے اس سے حق وباطل میں تفریق کرنا محال اور ناممکن ہے اور اس لئے انسان اس علم سے کسی چیز کی صحت کو ثابت نہیں کرسکتا نہ اس کی صحت کا اعتقاد رکھ سکتا ہے۔

یہود اس قسم کے خیالات ائمہ حظیرۃ القدس کے متعلق قائم کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھے کہ حظیرۃ القدس کے تمام آئمہ کا مزاج ایک ہے اور ایک آدمی میں کسی طرح ایسا فرق نہیں ہو سکتا جو کواکب کے اندر موجود ہے اور اسی کی طرح آنے والی آیتوں میں کہا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا | اے پیغمبر! ان سے کہو کہ جو شخص جبرئیل فرشتے کا |
| لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ | دشمن ہو تو قرآن اسی فرشتے نے تمھارے دل میں ڈالا ہے |
| قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا | اور قرآن ان کتابوں کی بھی تصدیق ہے جو اس کے زمانہ |
| بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ | نزول سے پہلے موجود ہیں اور ایمان والوں کے لئے |

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۹۷ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۹۸ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۹۹

ہدایت اور مومنوں کے لئے خوشخبری ہے۔ جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ بھی کافروں کا دشمن ہے۔ اے پیغمبر! ہم نے تمھارے پاس ایسی آیتیں بھیجی ہیں جن کا مطلب صاف واضح ہے۔

یہ دونوں آیتیں خطیرۃ القدس کی حقیقت واضح کر رہی ہیں اور وہ یہ کہ تمام ادیان میں خطیرۃ القدس ایک آیت بینہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے وہی انکار کرسکتا ہے جس کا برنامجہ اور پروگرام باطل اور حق سے بالکل خالی ہو۔

(جاری ہے)

---

## حجۃ الوداع کا آخری خطبہ ——— انسانیت کا عالمی منشور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج کے موقع پر جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اس کے کچھ حصے درج ذیل ہیں

سن لو! آج جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، تم سب ایک آدم کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے، تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے۔

آج کے بعد جاہلیت کے تمام خون اور تمام سود باطل کر دیئے گئے، اب کسی کو کسی سے مطالبہ کا کوئی حق نہیں ——— مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ——— آج کے بعد ——— تمھارا خون اور تمھارا مال قیامت تک کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہے ——— عورتوں اور غلاموں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔

میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں، اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ——— وہ ہے اللہ کی کتاب! ———